بلکہ اس میں شعر کی زبان اور زبان کے الفاظ کی صوت اور طرزِ ادا کو بھی بہت بڑا دخل ہے۔ اس واسطے ترجمے یا تشریح سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جو مترجم کے زیرِ نظر ہوتا ہے۔ بہرحال اس تشریح میں آپ کو ان لوگوں کی کیفیاتِ خیالات کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے جن کے قلوب میں آپ 'پیام' کے جذبات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات 'پیام' کے مطالعہ سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی گُر کی بات ہے کہ مجھ سے مشورہ نہ کیجئے جس شعر کا جو اثر آپ کے دل پر ہوتا ہے اُسی کو صاف و واضح طور پہ بیان کرنے کی کوشش کرنا چاہیے مصنف کا مفہوم معلوم کرنا بالکل غیر ضروری بلکہ مضر ہے۔ ہاں ایک ضروری شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ جو تشریح آپ کریں اس کی تائید شعر کی زبان سے ہوتی چاہیے۔ ایک ہی شعر کا اثر مختلف قلوب پر مختلف ہوتا ہے بلکہ مختلف اوقات میں بھی مختلف ہوتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ قلوبِ انسانی کی اصل فطرت اور انسانی تعلیم و تربیت اور تجربہ کا اختلاف ہے۔ اگر کسی شعر سے مختلف اثرات مختلف قلوب پر پیدا ہوں تو یہ بات اسی شعر کی قوت اور زندگی کی دلیل ہے۔ زندگی کی اصل حقیقت تنوّع اور گوناگونی ہے۔ والسلام

خواجہ صاحب کی خدمت میں میری طرف سے سلام مسنون پہنچائیے۔ میں ان کے خاندان سے محبت رکھتا ہوں۔

مخلص محمد اقبال

(اقبالنامہ)

لہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کے مطابق (تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ ص ۲۲۹) خط کا یہ حصہ اقبال نامہ دوم (ص ۷، ۲۷) میں محذوف تھا اس عبارت کا جزوی عکس بھی ہاشمی صاحب نے مذکورہ کتاب میں دیا ہے جو اس تالیف میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(مولف)

کلیاتِ مکاتیبِ اقبال

جلد سوم

جنوری ۱۹۲۹ء تا دسمبر ۱۹۳۴ء

مرتبہ

سید مظفر حسین برنی

اردو اکادمی، دہلی

باعثِ افتخار سمجھیں گے۔ آپ اسے طرح نہ سمجھیں کیونکہ یہاں ہم میں سے بہت سے لوگوں کا اور میرا خود بھی خیال ہے کہ انگلستان اس وقت اس مقصد کے لیے تمام بنی نوع انسان کی قیادت کرنے کی اہلیت رکھتا ہے وہاں کے لوگوں کی سوجھ بوجھ، ان کا انسانی فطرت کے گہرے مطالعے پر مبنی سیاسی شعور، ان کی متانت، مستقل مزاجی، متعدد لوازم میں دوسروں پر ان کی اخلاقی برتری، مادی ذرائع پر ان کا حیرت انگیز انضباط، انسانی فلاح و بہبود کے لیے بہت سی تحریکوں کا وجود اور زندگی کے ہر شعبہ میں ان کی تنظیم، یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ کوئی غیر ملکی ان کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مذکورہ بالا خوبیوں کا حسنِ اجتماع ہی دنیا میں برطانوی قوم کے اس غیر معمولی اقتدار کا باعث رہا ہے۔

میں اس دن کا منتظر ہوں جب کہ انگلستان اور ہندوستان کے درمیان اختلافات دُور ہو جائیں گے اور دونوں ممالک نہ صرف اپنے لیے بلکہ بنی نوع انسان کی بہبود کے لیے کوئی پروگرام بنائیں گے۔ ہم دونوں میں سے کسی کو بھی صورت حال سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو صرف اس خیال سے مرعوب ہو کر کوئی کام کرنے کی جراٴت نہیں کرتے کہ آج کل دونوں ممالک میں شدید اختلافات موجود ہیں۔ لیکن میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔

میرا تو خیال ہے کہ یہ اختلافات باہمی مطابقت کے دور کا لازمی نتیجہ ہیں اور کسی کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچائے بغیر دُور ہو جائیں گے بشرطیکہ ہم ہوشمندی سے کام لیں۔ اور تنفر، غرور، تشدد اور عدم رواداری کے جذبات پر قابو رکھیں باہمی مطابقت کے دور تاریخ میں عام ہیں وہ آفرینشِ عالم سے چلے آئے ہیں۔ یورپ کی تاریخ ان سے بھری پڑی ہے اسی طرح مشرق و مغرب میں بھی مطابقت اور موافقت ناگزیر ہے۔ اگرچہ قدرتی طور پر اسے عملی جامہ پہنانے میں مقابلتاً زیادہ عرصہ لگ گیا ہے۔

گا اگر مسلم لیگ اردو ترجمہ شائع کرے، تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

[illegible] مسلم لیگ

مخلص محمد اقبال

(صحیفہ اقبال)

سرفرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام[1]

[illegible]س نے لائف ان دی سٹارز [illegible] ہیں ان
صفحات کا بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے جہاں آپ نے جماعتی مفاد کے
پس منظر افراد میں باہمی اشتراک اور تعاون کے جذبۂ عامہ پر بحث کی ہے یہ جذبہ
جس کے اطلاق کو آپ نے بے حد وسعت دی ہے اس کتاب کا نچوڑ کہا
جا سکتا ہے۔

آپ نے ہمارے سامنے ایک بہت بلند معیار پیش کیا ہے۔ ہمیں توقع ہے
کہ انگریز اور دوسری تمام قومیں اس معیار تک پہنچنے کی پوری کوشش کریں گی
انگلستان پر جسے آپ نے اس کتاب میں خصوصیت سے مخاطب کیا ہے اور
جس کے متعلق آپ کو یقین کامل ہے کہ اس معیار پر پورا اتر سکتا ہے یہ فرض
عائد ہوتا ہے کہ وہ جنگ و جدال اور قومی تنفر کی طاغوتی طاقتوں کے خلاف جہاد کرنے
میں پیش قدمی کرے۔ ہم ہندوستانی اس نیک کام میں تعاون پیش کرنا اپنے لیے

---

[1] سرفرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام خط کے چند اقتباسات حاصل ہوئے جو انگریزی روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ [illegible] میں ۳۰ جولائی ۱۹۲ کو شائع ہوا تھا لطیف احمد شروانی، اسپیچز، رائٹنگز اینڈ اسٹیٹمنٹس آف اقبال ص ۲۰۵ - ۲۰۹ -

کسی سوسائٹی کا انتظام دہریت کی بنیاد پر دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ حالات کے
معمول پر آجانے کے بعد جونہی لوگوں کو ٹھنڈے دل سے سوچنے کا موقع ملے گا
انھیں یقینی طور پر اپنے نظام کے لیے کسی مثبت بنیاد کی تلاش کرنی ہوگی

اگر بالشوزم میں خدا کی ہستی کا اقرار شامل کر دیا جائے تو بالشوزم اسلام
کے بہت ہی قریب آجاتا ہے۔ اس لیے میں متعجب نہ ہوں گا اگر کسی زمانے میں
اسلام روس پر چھا جائے یا روس اسلام پر۔ اس چیز کا انحصار زیادہ تر اس حیثیت
پر ہوگا جو نئے آئین میں ہندوستان کے مسلمانوں کی ہوگی۔

میرا یہ مطلب نہیں کہ ہندوؤں کے خلاف مجھے تعصب ہے بلکہ حقیقت تو یہ
ہے کہ میں ان کی قربانیوں اور ہمت کا جس کا انھوں نے پچھلے چند سالوں میں مظاہرہ
کیا ہے دل سے مداح ہوں۔ انھوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں ممتاز شخصیتیں پیدا
کی ہیں۔ اور وہ بہت تیزی سے معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے راستہ پر گامزن ہیں
مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر ہندو ہم پر حکومت کریں بشرطیکہ ان میں حکومت کرنے کی
اہلیت اور شعور ہو لیکن ہمارے لیے دو آقاؤں کی غلامی ناقابل برداشت ہے
ہندو اور انگریزوں میں سے صرف ایک ہی کا اقتدار گوارا کیا جا سکتا ہے۔

میں نے مختصر طور پر ہندوستان کے مسلمانوں کا نظریہ آپ کے سامنے رکھ
دیا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہندو مسلم سمجھوتے کے متعلق مایوس ہوں
مجھے تو امید ہے کہ آئندہ گول میز کانفرنس میں ہندو مسلم مسئلہ کا کوئی نہ کوئی اس قسم
کا حل ضرور مل جائے گا۔ جس سے نہ صرف ہندو اور مسلمان بلکہ انگریز بھی مطمئن
ہوں گے۔ ہمیں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے حالات کا روشن پہلو لینا
چاہیئے۔

میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ بعض لوگ یہ ضرور کہیں گے کہ اس قسم کی امیدیں رکھنا
تو بہت اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن نہ ختم ہونے والے جھگڑے اور فسادات عدم تعاون
اور سول نافرمانی، برطانوی حکومت کا تشدد، بنگال کے انتہا پسندوں کی دہشت پسندی

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خود ہندوستان میں باہمی مطابقت کی ضرورت ہے اور جب تک ہم اپنے خانگی جھگڑے طے نہ کرلیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنا نہ سیکھ لیں۔ ہم بین الاقوامی امن کا خواب کبھی نہیں دیکھ سکتے۔

ہندوستان کے اندرونی جھگڑے اور اختلافات عالمگیر امن کے راستے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہیں لیکن موجودہ حالات کی نزاکت کے باوجود مجھے فرقہ وارانہ مفاہمت کے امکان کی قوی اُمید ہے۔ آج کل ہندوستانیوں کی سب سے بڑی ضرورت ہندو مسلم سمجھوتہ ہے جو ناممکن ہے اور اس ضمن میں تمام کوشش رائیگاں جائے گی اور مجھے یہ کہنے سے بھی عار نہیں کہ اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں ہمیں برطانیہ کی امداد کی ضرورت ہوگی۔ بشرطیکہ اس کے اغراض نیک نیتی پر مبنی ہوں۔

آئندہ گول میز کانفرنس میں اگر برطانیہ نے دونوں قوموں کے اختلافات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو آخرکار یہ بات دونوں ملکوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوگی۔ اگر برطانیہ اپنے کسی مادی مفاد کے پیش نظر ہندوؤں کو سیاسی اختیارات سونپ دے اور اسے برسرِ اقتدار رکھے تو ہندوستان کے مسلمان اس بات پر مجبور ہوں گے کہ سوراجیہ یا اینگلو سوراجیہ نظام حکومت کے خلاف وہی حربہ استعمال کریں جو گاندھی نے برطانوی حکومت کے خلاف کیا تھا۔ مزید برآں اس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایشیا کے تمام مسلمان روسی کمیونزم کے آغوش میں چلے جائیں اور اس طرح مشرق میں برطانوی تفوق و اقتدار کو سخت دھکا لگے۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ روسی لوگ فطرتاً لا مذہب نہیں ہیں۔ بلکہ میری رائے میں وہاں کے مرد اور عورتوں میں مذہبی میلان درجہ اتم پایا جاتا ہے۔ روس کے مزاج کی موجودہ منفی حالت غیر معینہ عرصہ تک نہیں رہے گی۔ یہ اس لیے کہ

ملازمت میں تم اپنے والد مرحوم کے نقشِ قدم پر چلو گے اور اپنے فرائض محنت اور دیانت سے ادا کرو گے۔ صرف محنت اور دیانت ہی ترقی کی راہیں کھولتی ہیں۔ زیادہ دُعا۔

محمدؐ اقبال

(خطوطِ اقبال)

سید شمس الحسن کے نام

۸ ستمبر ۱۹۳۰ء

ڈیر سید شمس الحسن صاحب

السلام علیکم

اجلاس لیگ کی تاریخ سے آپ نے اب تک کوئی اطلاع نہیں دی۔ تاریخ جلد مقرر ہونی چاہیے تاکہ اخباروں کو پروپیگنڈا کرنے کے لیے وقت مل جائے۔ مجھ کو آج بمبئی سے ابراہیم رحمتہ اللہ صاحب کا خط آیا تھا۔ مسلم ڈیلی گیشن[1] کے ساتھ انگلستان جاؤں میں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا ہے۔ من جملہ دیگر وجوہ کے ایک وجہ یہ بھی

---

[1] مسلم ڈیلی گیشن سے مراد پہلی گول میز کانفرنس کے ممبران کی طرف اشارہ ہے پہلی گول میز کانفرنس ۱۹۳۰ء میں انگلستان میں منعقد ہوئی جس میں اقبال شریک نہیں ہوئے اس کی وجہ اس خط میں بیان کر دی گئی ہے۔

(ابولس جاوید)

ددر مکاتیبِ اقبال مرتبہ محمد عبداللہ قریشی کے ص ۴۰۹ پر یہ خط شائع ہوا ہے متن میں ذرا سا فرق ہے۔ اجلاس لیگ کی بجائے "اجلاس" اور انگلستان جاؤں" کی بجائے "جاؤں" لکھا ہے نیز یہ خط بھی انگریزی میں لکھا گیا تھا۔

(مولف)

وہ نوٹ دار سال کر دیے ہیں۔ اس طریق سے مولوی احمد سعید کتاب عاریۃً دینے کی زحمت سے بچ جائیں گے اور میرا کام ہو جائے گا۔ زیادہ کیا عرض کروں سوائے اس کے کہ آپ کی دعاؤں کا شکرگزار ہوں۔ والسلام

حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں سلام پہنچے۔

مخلص

محمد اقبال

[illegible]

بیگم گرامی کے نام

جناب بیگم صاحبہ

السلام علیکم۔ میری رائے میں رباعیات پر عنوان دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

والسلام

محمد اقبال۔ اگست ۳۶ء

لاہور

(مکاتیب اقبال بنام بیگم گرامی)

بیگم گرامی کے نام

جناب بیگم گرامی صاحبہ

آپ کا خط ابھی ملا ہے جسے پڑھ کر مجھے کوئی رنج نہیں ہوا۔ عورتوں کو کسی معاملے کے متعلق مشورہ دینا آسان کام نہیں کیونکہ ان کو معاملات کی سمجھ نہیں۔ اس کے علاوہ وہ فطرتاً بدظن ہوتی ہیں اور خواہ کتنی ہی سچی بات کیوں نہ کہی جائے ان کو اس پر اعتبار کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ آپ کے عزیز سے میں نے کبھی وعدہ نہیں

ظاہر کرنے کے لیے۔ قرآن نے میری رائے ناقص میں اس
قدیم استعارہ کو وجودِ باری کی پر اشارہ
کرنے کے لیے استعمال کیا ہے کیونکہ عالم مادی بھی زمانہ حال کی تحقیق کی
رُو سے صرف نور ہی ایک ایسی چیز ہے جو
ہے۔ مقدمہ وغیرہ کا انتظام ابھی سے کر لیجیے غالباً مارس جاؤں گا۔
والسلام

محمد اقبال

(مکتوبات اقبال

معلوم ہوتا ہے تیسرے خطبے میں جو کچھ آیت مذکورہ میں نے لکھا ہے آپ
اسے کچھ صحیح سمجھ نہیں سکے ورنہ مولانا اسلم اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتے کہ
میرے خیال ۔ آیت قرآنی میں خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو نور (مادی معنوں
میں) قرار دیا ہے۔

والسلام

(عکس)

---

۱ مطلقیت

۲ اصلی طور پر مطلق

۳ مکتوبات اقبال بنام نذیر نیازی میں یہ حصہ حذف ہو گیا ہے عکس کے
مطابق تصحیح کی گئی ہے۔

(مؤلف)

قلب ۔ ۹ سب اول حصہ ۔

کی طرف سے آپ کو اطلاع بھی پہنچے گی والسلام

اوروں کو بھی ساتھ لائیے ۔

محمد اقبال

عکس ، انوار اقبال ،

سید نذیر نیازی کے نام

۹ دسمبر ۳ ؛

ڈیر نیازی صاحب

السلام علیکم ۔ آپ بک ڈپو کے منیجر صاحب کو یاد دلائیں کہ وہ ۲۹ روپیے کے بل کی رسید ارسال کریں جو میرے کلرک نے کئی دن ہوئے ان کی خدمت میں ارسال کیا تھا ان کو لکھا گیا تھا کہ باقی روپیہ ۵۔ ، چیک کے وصول کی رسید آنے پر بھیج دیا جائے گا۔ مگر ان کی طرف سے کوئی رسید اس وقت تک وصول نہیں ہوئی۔ چیک رجسٹری شدہ خط میں بند تھا کلرک کو بھی تردد ہو رہا ہے رسید آنے پر باقی روپیہ ارسال ہو گا۔

مولانا اسلم[1] کا ارشاد بجا ہے۔ مگر اس آیت کو تاریخی نقطۂ نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ اس مضمون کی آیات قریباً تمام قدیم کتبِ سماوی میں موجود ہیں۔ اس کا مقصود یہ نہیں کہ خدا مادی معنوں میں نور ہے[2] ۔۔۔ نور محض ایک استعارہ ہے جیسے قدیم کتبِ سماوی میں ۔۔۔ اغراض کے لیے استعمال کیا گیا تھا یعنی وجودِ باری کو ہمہ گیر ۔۔۔

---

[1] مولانا اسلم جیراج پوری

[2] جیسا کہ نور سے علومِ طبعیہ میں بحث کی جاتی ہے

[3] وحدۃ الوجود

کرنے کی کوشش کی ہے کے اعتبار سے حوادث متعین نہیں۔
کے اعتبار سے ان کو متعین تصور کرنا بالکل ہی اور درست ہے۔ اس مسئلہ پر غالباً
جدید سائنس مزید روشنی ڈال سکے گا سے[1] اس بحث کا آغاز سمجھنا
چاہیے۔ علما کے اعتراضات و استفسارات[2] سے زیادہ سروکار نہ رکھنا چاہیے آپ
کو وضع اصطلاحات کا فکر کرنا چاہئے۔ آخر یہ مباحث فلسفیانہ ہیں اور فلسفہ
ایک متحرک شے ہے۔ اس کی کوئی دلیل جیسا کہ میں نے دیباچہ میں لکھ بھی دیا ہے
قطعی اور آخری قرار نہیں دی جا سکتی علم انسانی کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسانی
تصورات بھی ہوتے جاتے ہیں فلسفہ محض حقائق کو تصور
کرنے کی کوشش کا نام ہے۔

لیگ کا جلسہ بنارس کی جگہ الٰہ آباد میں ہوگا۔ اس واسطے میں الٰہ آباد
جاؤں گا غالباً ۲۰ دسمبر کو۔ وسط جنوری یا جنوری کے آخر میں آپ کہاں رہنے
والے ہیں۔ میں نے اپنا نام تو پڑھ لیا مگر دوسرا لفظ نہ پڑھ سکا۔ آپ نے لکھا
ہے سے[3] آپ کی کیا مراد ہے بہرحال معلوم نہیں
چودھری صاحب کو آپ کا خط دکھا دوں گا۔
مشترکہ قومیت کا مفہوم اب تک میری سمجھ میں نہیں آسکا اس پر مفصل گفتگو
ہو سکتی ہے مگر اس خط میں نہ سمائے گی۔

۱؎ آئن اسٹائن
۲؎ خطوط اقبال مرتبہ رفیع الدین ہاشمی میں تصورات درج ہے جب کہ عکس
میں "استفسارات" صاف پڑھا جاتا ہے۔
(مؤلف)
۳؎ بہر
۴؎ حسن اقبال جرمن لفظ معنی ہے۔

سید نذیر نیازی کے نام

۱۰ نومبر ۱۹۳

ڈیر نیازی صاحب السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے۔ آیہ نور کے متعلق اُنہوں نے جو کچھ لکھا ہے اسے تاویل لینا صحیح نہیں ہے۔ تاویل کا لفظ اس وقت صحیح ہوتا ہے جب کسی آیت کے الفاظ کے عام معنی چھوڑ کر کوئی اور معانی لیے جائیں۔ میں نے لفظ نور کے وہی معنی لیے ہیں جن میں یہ لفظ عام طور پر لیا جاتا ہے اگر آپ کہیں کہ اس آیہ میں نور علی ہذا سے ... وغیرہ سے کچھ اور مراد ہے تو یہ تاویل ہوگی میں نے اپنے تمام لیکچروں میں اس قسم کی تاویل سے پرہیز کی ہے اور الفاظ کو اُنھیں معنوں میں لیا ہے جن میں وہ عام طور پر مستعمل ہوتے ہیں میرا عقیدہ ہے کہ حضور رسالت مآب کا یہی طریق تھا۔ یہی طریق بحث ابن حزم کا ہے۔ مولانا روم کا یہ شعر میرے لیے نہ صرف دلیل راہ ہے بلکہ سوز و گداز کا بھی سامان ہے

کردہ تاویل حرفِ بکر را[1]

خویش را تاویل کن نے ذکر را

باقی رہی دوسری آیت جس کا ذکر آپ نے اپنے آخری خط میں کیا ہے سو اس بہ ہے کہ ایک اعتبار سے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ تمام حوادث پہلے سے متعین ہیں میرے لیکچروں کا مشکل ترین حصہ غالباً یہی بحث ہے۔ اس کو غور سے پڑھنا چاہیے۔ میں نے اس حصہ میں اور کے تناقض کو رفع

---

[1] ترجمہ تونے ہمارے اچھوتے الفاظ کی تاویل کی ہے، ذکر کی نہیں بلکہ اپنی تاویل کر۔

[2] جمود، اور رمانہ۔

ڈاکٹر ناموس شجاع منعمی کے نام

لاہور

۲۰ جنوری ۱۹۳۱ء

ڈیر خواجہ شجاع السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ ابھی ملا ہے جس کے لیے سراپا سپاس ہوں۔
بڑی خوشی سے تشریف لایئے۔ میں ۱۴ فروری کو غالباً لاہور ہی میں ہونگا۔
اگر کہیں باہر جانے کا اتفاق ہوگیا تو لکھ بھیجوں گا۔ وہ تو میرے پاس اس وقت موجود
نہیں لیکن میں کوشش کرونگا کہ آپ کی تشریف آوری تک دستیاب ہوجائیں
باقی رہے منظومات سو یہ ہندی فارسی ہے ایک ایرانی کو کیا پسند آئے گی۔
میرے زیر نظر حقائق اخلاق و ملی ہیں۔ زبان میرے لیے ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔
بلکہ فن شعر سے بھی میں بحیثیت فن کے نابلد ہوں۔ اگر ان خیالات کو کوئی شخص ان
کی مروجہ زبان میں لکھ دے تو شاید ان لوگوں کے لیے مفید ہو۔ بہرحال جو کچھ شائع
ہوچکا ہے حاضر کردیا جائے گا۔ آخری نظم "جاوید نامہ" جس کے دو ہزار شعر ہونگے
ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ممکن ہے مارچ تک ختم ہوجائے یہ ایک قسم کی ڈوائین کامیڈی
ہے اور مثنوی مولانا روم کی طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس کا دیباچہ بہت دلچسپ ہوگا
اور اس میں غالباً ہندوایران بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لیے نئی باتیں ہوں گی۔
ایرانیوں میں حسین ابن منصور حلاج، قرۃ العین، ناصر خسرو علوی وغیرہ کا نظم میں ذکر
آئے گا۔ جمال الدین افغانی کا پیغام مملکت روس کے نام ہوگا۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص

محمد اقبال

(اقبالنامہ)

سید نذیر نیازی کے نام

لاہور ۱۱ر جنوری ۳۱ء

ڈیر نیازی صاحب

السلام علیکم آپ کا خط مل گیا ہے

ایڈریس[1] کا اردو ترجمہ شائع کرنے کا خیال نہایت اچھا ہے مگر دیکھیے اس سے پہلے انقلاب کے دو نمبروں میں پورا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ وہ ترجمہ بھی اچھا ہے۔ اس پر نظرثانی کر لیجیے غالباً مولوی غلام رسول مہر نے کیا تھا۔

اقبال فیسٹ وکذا کے متعلق میں نے چودھری محمد حسین صاحب سے کہہ دیا تھا بلکہ آپ کا خط بھی ان کو دکھا دیا تھا پھر کہہ دوں گا غالباً وہ لکھیں گے۔

مجوزہ اسلامی ریاست ایک نصب العین ہے، اس میں آبادیوں کے تبادلے کی ضرورت نہیں۔ یہ خیال (آبادیوں کے تبادلے کا) مدت ہوئی لالہ لاجپت رائے نے ظاہر کیا تھا۔ اس ایک ریاست یا متعدد اسلامی ریاستوں میں جو شمال مغربی ہند میں اس اسکیم کے مطابق پیدا ہوں گی ہندو اقلیت کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا جائے گا۔

والسلام

محمد اقبال

(اقبال شناسی اور فنون، بزم اقبال، لاہور، ۱۹۸۸ء)

[1] خطبۂ الٰہ آباد

ڈاکٹر ناموس شجاع منعمی کے نام

لاہور

۲۰ جنوری ۱۹۳۱ء

ڈیر خواجہ شجاع السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ ابھی ملا ہے جس کے لیے سراپا سپاس ہوں۔
بڑی خوشی سے تشریف لائیے۔ میں ۱۴ فروری کو غالباً لاہور ہی میں ہونگا۔
اگر کہیں باہر جانے کا اتفاق ہوگیا تو لکھ بھیجوں گا۔ تو تو میرے پاس اس وقت موجود نہیں لیکن میں کوشش کرونگا کہ آپ کی تشریف آوری تک دستیاب ہوجائیں باقی رہے منظومات سو یہ ہندی فارسی ہے ایک ایرانی کو کیا پسند آئے گی۔ میرے زیر نظر حقائق اخلاقی و ملی ہیں۔ زبان میرے لیے ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ بلکہ فن شعر سے بھی میں بحیثیت فن کے نابلد ہوں۔ اگر ان خیالات کو کوئی شخص ان کی مروجہ زبان میں لکھ دے تو شاید ان لوگوں کے لیے مفید ہو۔ بہر حال جو کچھ شائع ہوچکا ہے حاضر کر دیا جائے گا۔ آخری نظم "جاوید نامہ" جس کے دو ہزار شعر ہونگے ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ممکن ہے مارچ تک ختم ہوجائے یہ ایک قسم کی ڈوائین کامیڈی ہے اور مثنوی مولانا روم کی طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس کا دیباچہ بہت دلچسپ ہوگا اور اس میں غالباً ہندوایران بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لیے نئی باتیں ہوں گی۔ ایرانیوں میں حسین ابن منصور حلاج، قرۃ العین، ناصر خسرو علوی وغیرہ کا نظم میں ذکر آئے گا۔ جمال الدین افغانی کا پیغام مملکت روس کے نام ہوگا۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص

محمد اقبال

(اقبالنامہ)

ڈاکٹر ناموس شجاع منعمی کے نام

لاہور

۲۰ جنوری ۱۹۳۱ء

ڈیر خواجہ شجاع السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ ابھی ملا ہے جس کے لیے سراپا سپاس ہوں۔

بڑی خوشی سے تشریف لایئے۔ میں ۱۴ فروری کو غالباً لاہور ہی میں ہونگا۔ اگر کہیں باہر جانے کا اتفاق ہوگیا تو لکھ بھیجوں گا۔ مثنوی میرے پاس اس وقت موجود نہیں لیکن میں کوشش کرونگا کہ آپ کی تشریف آوری تک دستیاب ہوجائیں باقی رہے منظومات سو یہ ہندی فارسی ہے ایک ایرانی کو کیا پسند آئے گی۔ میرے زیر نظر حقائق اخلاق و ملّی ہیں۔ زبان میرے لیے ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ بلکہ فنِ شعر سے بھی میں بحیثیت فن کے نابلد ہوں۔ اگر ان خیالات کو کوئی شخص ان کی مروجہ زبان میں لکھ دے تو شاید ان لوگوں کے لیے مفید ہو۔ بہرحال جو کچھ شائع ہوچکا ہے حاضر کردیا جائے گا۔ آخری نظم "جاوید نامہ" جس کے دو ہزار شعر ہونگے ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ممکن ہے مارچ تک ختم ہوجائے یہ ایک قسم کی ڈیوائین کامیڈی ہے اور مثنوی مولانا روم کی طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس کا دیباچہ بہت دلچسپ ہوگا اور اس میں غالباً ہندوایران بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لیے نئی باتیں ہوں گی۔ ایرانیوں میں حسین ابن منصور حلاج، قرۃ العین، ناصر خسرو علوی وغیرہ کا نظم میں ذکر آئے گا۔ جمال الدین افغانی کا پیغام مملکتِ روس کے نام ہوگا۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص

محمد اقبال

(اقبالنامہ)